ریشم

افسانہ رخشندہ کوکب

آج اس کا بیٹا فرانس کی یونیورسٹی سے ڈاکٹر بن کر لوٹ رہا تھا، پوری حویلی میں چراغاں کیا جا رہا تھا اسے تو موم بتی کی مدھم روشنی اچھی لگتی ہے، مگر آج کے پڑھے لکھے بچے کیا جانے موم بتی کی مدھم روشنی یا چاند کی چاندنی۔۔۔اس کا پہلا رومانس گاؤں سے تھا۔۔۔گاؤں کی گرمیوں کی راتیں اور چاند کی چاندنی اور کھلے میدان میں ایک طرف مردوں کا اکھٹے ہو کر باتیں کرنا اور کچھ فاصلے پر عورتوں کا اکٹھے ہو کر زندگی سے لمبے قصے چھیڑ دینا اور درمیان میں بچوں کا بھاگنا ڈوڑنا، کیا اس سے بڑھ کر کوئی اور رومانٹک ماحول ہو سکتا ہے، اسے اچھی طرح یاد ہے بلکہ اسے کل کی بات لگتی ہے۔۔۔

جب اس نے میٹرک کیا تھا تو اسے لگا کہ اس نے ساری دینا سر کر لی ہے یہ الگ بات ہے کہ اس کی دینا ہی گاؤں تک محدود تھی وہ گاؤں سے باہر کبھی نکلی ہی نہیں تھی وہ پہلی لڑکی تھی جس نے میٹرک کیا تھا اب وہ ہر لکھی تحریر پڑھ سکتی تھی، انگلش بھی اس کی اچھی تھی اردو تو اب اسے اپنی سہیلی لگتی تھی، جب گاؤں کے لوگ اس سے اپنے ڈاکومنٹس پڑھانے آتے تو وہ بڑے فخر سے ان کے پیپرز پڑھتی اور وہ بہت

انہماک سے اسے سنتے تھے،۔۔۔

بابا رشک سے کہتے تھے

’میری بیٹی نے مجھے کھدر سے ریشم بنا دیا ہے۔۔۔لوگ ریشم کی مثالیں اپنے بچوں کو دیتے ہیں‘

اسے اچھی طرح یاد ہے کہ اس نے آگے پڑھنے کے لیے نہیں کہا تھا کیونکہ اسے پڑھنے کے لیے شہر جانا تھا اور ھوسٹل میں رہنا پڑتا، اسے اجازت ملنی نہیں تھی اس لیے اس نے گھر میں کہا بھی نہیں کہ وہ آگے پڑھنا چاہتی ہے، اسے پڑھائی نے ہی سکھا یا تھا کہ خواہش وہ کرنی چاہیئے جو پوری ہو سکے جو نہ پوری ہو سکے وہ حسرت بن جاتی ہے اور حسرتیں جب دل میں مستقل رہنے لگ جائیں تو انسان کو اندر سے توڑ دیتی ہیں اور وقت سے پہلے انسان ختم ہو جاتا ہے اس لیے ایسی خواہش نہیں پالینی چاہیئے جو حسرت بن کر دل میں بس جائے اور دل کو ہی ختم کر دے انسان کو کبھی بھی بے بس نہیں ہونا چاہیئے اپنی خواہشش اپنے کنٹرول میں رکھنی چاہیئے، اس نے کہیں پڑھا تھا کہ انسان کو دل و دماغ پر پورا اختیار ہو تو وہ زندگی میں کامیاب رہتا ہے، اور اگر وہ دل کے ھاتھوں مجبور ہو جائے تو انسان مجبور ہو جاتا ہے اور مجبوری کا دوسرا نام معذوری ہے

اس نے دل و دماغ کو سمجھا دیا تھا کہ اسے میٹرک کے بعد آگے پڑھنے کی اجازت نہیں ملے گی تو اس نے اپنی پڑھائی کی خواہش کو کتابیں پڑھنے سے پوری کرنے کا ارادہ کر لیا اور جب بھی اس کے بھائی یا والد شہر جاتے تو وہ کتابوں کے نام لکھ کر دے دیتی وہ ہنسی خوشی لا کر دے دیتے اور پھر اسی کتاب کے آحر میں نئی کتابوں کے نام لکھے ہوتے تو وہ اگلی کتابوں کے نام بھی اسی لسٹ سے منتخب کر لیتی، اسے

کسی کی آٹو بائیو گرافی، امریکہ یورپ کے رائیٹرز کی ترجمہ کی ہوئی کتابیں سب سے اچھی لگتیں، کبھی کبھی اس کے دل میں ان رائیٹرز سے ملنے کی خواہش پیدا ہوتی تو وہ ان کو خط لکھ کر اپنی خواہش پورا کر لیتی اور ان میں سے کسی کا جواب آ جاتا تو اس دن اس کے پاؤں زمین پر نہ ٹکتے وہ کئی دن تک خود کو ہواؤں میں اڑتے محسوس کرتی اور گھر میں سب کو وہ خط دیکھاتی، ماں اسے پیار سے جھلی کہہ کر بلاتی، بابا اسے میری ریشم کہتے اور بھائی اس پر فخر کرتے۔۔۔ وہ چاہتی تھی کہ جو پبلیشر کتاب چھاپتے ہیں وہ پاکستان اور انٹرنشنل رائیٹرز کی کتابوں کی لسٹ بھی کتاب کے آخر میں ضرور شائع کیا کرے تاکہ شہر سے دور بیٹھے گاؤں دیہات میں رہنے والے بھی جان سکیں کہ کون سی نئی کتاب مارکیٹ میں آئی ہے۔۔۔

وہ دن اس کے لیے عید کا دن ثابت ہوا تھا جب وہ ماسی کے ساتھ کپڑے دھو کر رسی پر ڈال رہی تھی تو سچل صحن میں داخل ہوا تو اسنے جلدی سے ڈوبٹہ اوڑھ لیا، وہ ڈر گئی تھی کہ وہ کیوں گھر آیا ہے،

'اتنا پڑھ لکھ کر کپڑے ہی دھونے تھے تو پڑھنے میں کیوں اتنا وقت لگایا ہے' سچل نے پوچھا

'پڑھائی گھر کے کام کرنے سے نہیں روکتی، مجھے گھر کے کام کرنے اچھے لگتے ہیں' ریشم نے نرمی سے کہا

'آگے پڑھنا نہیں چاہتی' سچل نے پوچھا

'آگے کیسے پڑھ سکتی ہوں' ریشم نے پوچھا

'کیوں۔۔۔ کالج میں پڑھائی بہت مشکل ہوتی ہے' سچل نے ہنس کر پوچھا

'نہیں تو۔۔۔ پڑھائی تو مشکل نہیں ہوتی، کالج شہر میں ہے، میں شہر کیسے جا سکتی ہوں' ریشم نے کہا

'مگر وھاں لڑکیوں کے رہنے کے لیے ہوسٹل ہوتا ہے۔۔۔'

'کیا مجھے ہوسٹل میں رہنے کی اجازت مل جائے گی۔۔۔'

'تم نے تایا سے بات کی ہے' سچل نے پوچھا

'میں نے سوچا ایسی بات ہی کیوں کی جائے جو دونوں خاندانوں کے لیے قابل قبول نہ ہو، میں جانتی تھی کہ ابا جی نے بھی آپ سے پوچھنا تھا اور شہر میں اکیلی لڑکی بھجنا ہماری روایات کے خلاف ہے، میں کیوں ایسی بات کہوں یا ایسے کام کے لیے اجازت مانگوں جو میرے خاندان کے لیے مشکل کا باعث بنے اس لیے میں نے بات نہیں کی' ریشم نے بتایا

'مجھ سے بھی نہیں کہا' سچل نے گلہ کے انداز میں کہا

'آپ کے لیے بھی مشکلات پیدا نہیں کرنا چاہتی' ریشم نے فورا کہا

'مجھے اچھا لگتا ہے اگر تم مجھے اپنے کام کہو' سچل نے اسے دیکھتے ہوئے کہا

'آپ نے پہلے ہی مجھے میٹرک کرنے کی اجازت دلائی تھی' ریشم نے یاد دلایا

ریشم مسلسل نیچے دیکھ رہی تھی اور وہ جانتی تھی کہ وہ اسے مسلسل دیکھ رہا ہے اور اس کے دل کی دھڑکن اتنی تیز ہو چکی تھی کہ اسے ڈر تھا کہ وہ اور

کچھ دیر اس کے پاس کھڑا رہا تو ڈھڑکن اور بھی تیز ہو جائے گی اور ڈھرکن کی آواز سچل بھی سن سکے گا

'تم کالج جانا چاہتی ہو' سچل نے پوچھا

'اگر آپ اور خاندان والے اجازت دے دیں تو' ریشم نے کہا

'اجازت مل جائے گی داخلے کی کیا آخری تاریخ ہے' سچل نے پوچھا

'ابھی کچھ دن باقی ہیں' ریشم نے کہا

'تم تیاری پکڑو، ہم دو دن بعد شہر جائیں گے تمہارے کالج میں داخلے کے لیے' سچل یہ کہہ کر چلا گیا

اور ریشم کھڑی خواب دیکھنے لگی کبھی کالج کے اور کبھی سچل کے، کتنا بڑا اور کھلا اس کا دل ہے، وہ گاؤں کا ان پڑھ لڑکا ہونے کے باوجود اسے پڑھنے سے نہیں روک رہا تھا اور اسے مزید پڑھنے کی اجازت دے رہا تھا کتنا شاندار ہے میرا منگیتر ہے، اللہ اس کی لمبی حیاتی کرے اور ہمیشہ میرے اوپر اس کا سایہ سلامت رکھے۔۔۔

اور پھر اس کا ایڈمیشن کالج میں ہو گیا اور اسے ھوسٹل میں رہنا تھا تو جب وہ گھر سے ھوسٹل آ رہی تھی تو کسی نے اسے کوئی نصیحت کوئی مشورہ نہیں دیا ہر کوئی اسے دعائیں دے رہا تھا۔۔۔ شہر سے گاؤں کے درمیان سڑک نہیں بنی ہوئی تھی۔ اس لیے بہت وقت لگ جاتا تھا اور پھر جیپ پر جانا پڑتا تھا

گاؤں سے اس کے ساتھ ماسی نوراں بھی آئی تھی تا کہ اس کا کمرہ سیٹ کرا دے، بابا تو چاہتے تھے کہ نوراں اس کے ساتھ ہی ٹھہر جائے مگر وہ جانتی تھی کہ ملازمہ کو ساتھ رہنے کی اجازت نہیں مل سکتی۔۔۔ وہ بہت جلد ھوسٹل کے ماحول میں سیٹ ہو گئی مگر اس نے باہر آنا جانا نہ رکھا۔۔۔ اسے کسی کے گھر جانا اور پارٹیز میں جانا بالکل پسند نہ تھا۔۔۔ ایک دو بار اپنی روم میٹ ناز کے گھر گئی تھی مگر رات ہونے سے پہلے واپس لوٹ آئی تھی۔۔۔

آج وہ اپنی روم میٹ عروسہ کی سالگرہ پر اس کے گھر آئی ہوئی تھی اس نے بہت ضد کی تھی کہ وہ اس کی سالگرہ پر اس کے گھر آئے، گھر کیا تھا ایک محل تھا اور پھر رنگ برنگی روشنیاں، بہت بڑا لان اور ہر پودا اور درخت روشنیوں میں سب رنگ بنے ہوئے تھے، گھر کا کونا کونا سجا ہوا تھا، اور پھر سٹیج سلک شفیوں اور ویلوٹ کے پردوں سے ڈھکا تھا اور درمیان میں سجا ٹیبل اور اس پر کیک جو ایک مینار کی شکل میں بنا ہوا تھا اس کی اتنی منزلیں تھیں جتنی عروسہ کی عمر کے سال۔۔۔

لڑکیوں کے لہراتے انچل، بے شمار کلیوں والے گھیر دار ڈریسز، بیگمات کی قیمتی ساڑھیاں، کامدار پلو، مرد ڈیزائنر سوٹس میں ملبوس تھے۔۔۔ ڈانس، شباب اور غیر ملکی شراب۔۔۔ ریشم نے یہ سب کچھ پہلی بار دیکھا تھا گو کہ اس کا بھی تعلق بہت امیر گھرانے سے تھا روپے پیسے کی وھاں بھی کمی نہیں تھی مگر عورتیں پردے میں ہی رہتی تھیں، ایسا لباس اور بے باکی اس نے آج ہی عروسہ کے گھر دیکھی تھی۔۔۔ کچھ دیر بعد جب عروسہ تیار ہو کر آئی تو دنگ رہ گئی آف شولڈر لانگ سکیرٹ یا پھر میکسی، وہ خوبصورت تو لگ رہی تھی مگر حجاب وحیا کے بغیر۔۔۔ کیک

کٹنے کے بعد ہر کوئی ایک دوسرے کے ساتھ ڈانس میں مصروف ہوگا۔۔۔وہ حیرت سے ایک کونے میں کھڑی دیکھ رہی تھی تو ینگ اور سمارٹ سالڑ کا اس کی طرف آیا اور اس کا ھاتھ پکڑ کر اسے ڈانس کی دعوت دی اور اس نے نرمی سے انکار کر دیا

'مجھے ڈانس نہیں آتا' ریشم نے ھاتھ پیچھے کرتے ہوئے کہا

'یہاں کسی کو ڈانس نہیں آتا، ہر کوئی اپنے انداز سے انجوائے کر رھا ہے، آپ کیوں اکیلی کھڑی ہیں آیئے میرا ساتھ دیجئے' اس نے اسے ھاتھ کھنچتے ہوئے کہا

'مجھے اچھا نہیں لگتا ایسے بے باک ہونا' ریشم نے جھجکتے ہوئے کہا

'پہلی بار سب ایسے ہی محسوس کرتے ہیں۔۔۔میں آپ کے ساتھ ہوں، آپ کو گرنے نہیں دوں گا'

'میں گرنے سے نہیں ڈر رہی۔۔۔مجھے خود کو سنبھالنا آتا ہے مگر مجھے یہ سب کچھ پسند نہیں ہے، عورت کی کس قدر توھین ہے کہ کبھی ایک کی بانہوں میں کبھی دوسرے کی بانہوں میں، مجھے گھن آرہی ہے ان سب کو دیکھ کر۔۔۔میں عروسہ سے کہتی ہوں مجھے ھوسٹل چھوڑ آئے' ریشم نے ادھر ادھر عروسہ کو دیکھتے ہوئے کہا

اسی لمحے عروسہ سامنے آ گئی

'کم آن ریشم جوائن ایس'

'مجھے ھوسٹل ڈراب کرا دو۔۔۔مجھے یہاں نہیں ٹھہرنا، میں جانا چاہتی ہوں' ریشم نے کہا

'ابھی تو ساری رات ھنگامہ رہے گا، ابھی سے جانے بات، بور نہ کرو، عروسہ نے کہا

'تم جانتی ہو میں دیہاتی ماحول سے تعلق رکھتی ہوں ایسے فنکشن میں جانا پسند نہیں کرتی تم زبردستی لے آئی ہو' ریشم نے کہا

'اب آ گئی ہو تو بور کیوں ہو رہی ہو انجوائے کرو، یہ میرے بھائی جو تمہیں ڈانس کی دعوت دے رہے ہیں، یہ تو خود کسی کی طرف نہیں جاتے ہر کوئی خود ان کے پیچھے آتا ہے، تم تو لکی ہو تمہاری طرف ھاتھ بڑھا رہے ہیں' عروسہ نے کہا

'پلیز میری بات سنو مجھے ڈراب کرا دو، میں تمہارا فنکشن خراب نہیں کرنا چاہتی' ریشم ابھی تک نرمی سے بات کر رہی تھی

'چلو میں تمہیں ڈراپ کر دیتا ہوں' عروسہ کے بھائی نے کہا

'ٹھیک ہے تم بھائی کے ساتھ چلی جاؤ'

'تم مجھے بے وقوف سمجھتی ہو، جس شخص کو میں انکار کر رہی ہوں اور اسی کے ساتھ ڈراپ لے لوں۔۔۔مجھے تم ڈراپ کرنے جاؤ گی اور میں باہر جا رہی اور تم باہر آ جاؤ' ریشم یہ کہہ کر باہر نکل گئی

'عجیب الجھن میں الجھ گئی ہوں اب اسے ڈراپ کیے بناء جان نہیں چھوٹے گی' عروسہ نے بھائی سے کہا

'ایسے ڈرامہ کر رہی ہے تم بیٹھو، میں چھوڑ آتا ہوں'

’وہ نہیں مانے گی اس نے پہلی بار ایسا ماحول دیکھا ہے اس لیے گھبرا گئی ہے‘ عروسہ نے کہا

’میں دیکھتا ہوں‘ وہ باہر نکل گیا

عروسہ بھی پیچھے پیچھے آ گئی۔۔۔اس نے دور سے دیکھا کہ بھائی بہت دیر تک گاڑی کا دروازہ کھول کر اسے اندر بیٹھنے کے لیے کہتا رہا مگر وہ ٹس سے مس نہ ہوئی۔۔۔پھر عروسہ بھی ان کے قریب پہنچ گئی

’ریشم مجھے پتہ ہوتا کہ تم اتنا ڈرامہ کرو گی تو کبھی نہ بلاتی‘

’مجھے بھی پتہ ہوتا کہ سالگرہ کے فنکشن میں اتنی بے ہودگی اور بے حیائی ہو گی میں یہاں آنے کا سوچتی بھی نہ۔۔۔‘ ریشم نے بھی اسی لہجے میں کہا

’تم پینڈو دیہاتی لڑکی گاؤں میں ہی رہو تو بہتر ہے، میرا ٹائم کیوں ضائع کیا تم نے۔۔۔چلو بیٹھو‘ عروسہ نے فرنٹ سیٹ پر بیٹھتے ہوئے کہا

ریشم پچھلا دروازہ کھول کر بیٹھ گئی اور عروسہ آگے اپنے بھائی کے ساتھ بیٹھ گئی اور پھر تمام راستے وہ خاموش رہی مگر دل ہی دل میں سوچ رہی تھی کہ ہر فلم اور ڈرامے میں یہی دکھایا جاتا ہے کہ تھوڑے سے انکار کے بعد لڑکی فرنٹ سیٹ پر بیٹھ جاتی ہے اور جب گھر اتر رہی ہوتی ہے تو کوئی نہ کوئی اسے فرنٹ سیٹ سے اترتا دیکھ لیتا ہے اور لڑکی اترنے کے بعد کھڑکی سے جھانک کر شکریہ ادا کر رہی ہوتی تو پھر یہی ایک سین اس کی زندگی انگاروں سے بھر دیتا ہے اور پھر اس کا شوہر یا گھر والے اس پر شک کرتے ہی گزار دیتے ہیں۔۔۔گو کہ وہ ھوسٹل اتر رہی ہے مگر کوئی بھی دیکھ سکتا ہے اور گاؤں میں یہ بات پہنچ گئی تو اس پر تو پڑھنے پر پابندی لگ ہی جاتی مگر باقی پڑھنے والی لڑکیاں خوامخواہ پھنس جاتی، وہ اتنے پھونک پھونک قدم اٹھانا چاہتی تھی کہ اس کی جب بھی مثال دی جائے تو اچھی ہی دی جائے۔۔۔گاڑی ایک جھٹکے سے رکی تو وہ چونک پڑی، اس نے عروسہ کو سلام کیا اور گیٹ سے اندر چلی گئی

’لڑکی بہت خوبصورت ہے، بس ذرا ڈری ہوئی ہے، قابو کر لیں گے، صبح کالج میں ملاقات ہو تو معذرت کر لینا۔۔۔بھولی بھالی لڑکی کی بہت قیمت لگتی ہے اسے کھونا نہیں‘ لڑکے نے عروسہ سے کہا

’کتنا عرصہ اس پر لگایا تھا اور آج قابو آئی تھی۔۔۔اس نے تو فنکشن کے شروع میں ہی جانے کے لیے شور کرنا شروع کر دیا کہ ایک تصویر بھی اس کی کسی سے ساتھ نہ بنا پائی۔۔۔اب اسے بلیک میل بھی نہیں کیا جا سکتا ہے‘ عروسہ نے مایوسی سے کہا

’یہ کیس میں ھاتھ میں لوں گا، میں اسے قابو کر لونگا۔کل آؤنگا تمہارے کالج‘ لڑکے نے کہا

نہیں ملے گی۔۔۔اور پھر وہ ھوسٹل میں رہتی ہے کیسے کالج کے اندر آ سکتے ہو‘ عروسہ نے کہا

’یہ میرا کام ہے۔۔۔میں اندر آ جاؤنگا، تم اسے لان تک لے آنا‘

’لے آؤنگی‘ اب اندر جا کر ’ناز‘ کو کانوں کان خبر نہیں ہونی چاہیئے، وہ ریشم کی پکی دوست ہے‘ عروسہ نے کہا

’لڑکی وہ بھی کم نہیں، مگر جلد باتوں میں آنے والی ہے، بے فکر رہو وہ تو قابو آ چکی ہے۔۔۔شہری لڑکی کے لیے پہلی نظر کی محبت اور شادی کا وعدہ ہی کافی ہوتا ہے۔۔۔اب وہ کہیں جانے والی نہیں چند ایک ملاقاتوں کے بعد اس کی ایسی ویڈیو بنے گی کہ وہ ہر کام کے لیے تیار ہو جائے گی اور

تم بھی اب اس حوسٹل سے اپنا بوریا بستر سمیٹ لو، تمہاری ڈیوٹی کسی دوسرے شہر میں لگنے والی ہے' لڑکے نے کہا

'یس باس آئی ایم رڈیڈی اینی ٹائم' عروسہ نے گھر کے سامنے اترتے ہوئے کہا

'تم کل رات جلد کیوں واپس آ گئی تھی' ناز نے ریشم کے کمرے میں آ کر پوچھا

'مجھے وھاں سب کچھ مصنوئی سا لگ رہا تھا۔۔۔وہ اتنا بڑا گھر، وھاں انوائنٹڈ دلوگ سب کچھ اجنبی سا تھا، اور سب سے بڑھ کر عروسہ کا سو کالڈ بھائی، جانے کیا نام تھا اس کا، خوامخواہ فری ہونے کی کوشش کر رہا تھا' ریشم نے کہا

'اس کا بھائی شاہ میر وہ تو بہت ریز روسا تھا۔۔۔صرف میرے ساتھ فری ہو رہا تھا، اسے میں پسند آ گئی تھی، اس نے مجھے پروپوز بھی کر دیا ہے' ناز نے خوشی سے کہا

'کیا کہا تم نے۔۔۔اس نے تمھیں پروپوز بھی کر دیا اور تم نے یقین بھی کر لیا۔۔۔مجھے ہنسی آ رہی ہے تمہاری بے وقوفی پر۔۔۔پہلی ملاقات اور اسکا پروپوز کرنا اور تمہارا یقین کرنا' ریشم نے حیرت سے کہا

'تم کیا جانو 'پہلی نظر کی محبت' کو۔۔۔پوری رات اس سے فون پر بات ہوئی ہے اسے بھی چین نہیں آ رہا اور مجھے بھی۔۔۔ہم آج ہی ملاقات کر رہے ہیں کیوں کہ وہ فورا میرے والدین سے ملنا چاہ رہا ہے' ناز نے شرمائے شرمائے انداز سے کہا

'کتنے بجے تمہاری اس سے ملاقات ہے' ریشم نے پوچھا

'شام چھ بجے' ناز نے بتایا

'وہ ملنے نہیں آئے گا۔۔۔اسے کسی اور سے ملنا ہے، تم سے کوئی بہانہ بنا لے گا، کسی اور دن ملاقات کے لیے کہے گا، ریشم نے کہا

'کیا مطلب۔۔۔' ناز نے چہرے کے تاثرات کو چھپاتے ہوئے کہا

'جو لڑکی آسانی سے باتوں میں آ جائے، پہلی نظر کی محبت پر یقین کر لے، اس پر زیادہ وقت صرف نہیں کیا جاتا، اسے کسی وقت بھی اپنے مقاصد کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے اور لڑکی تو شادی کے نام پر ہی لوٹی جاتی ہے، تم اس کی باتوں میں آ چکی ہو' ریشم نے کہا

'ایسی بھی بات نہیں ہے۔۔۔میں انڈرسٹینڈ کر سکتی ہوں، میں نے اس کی انکھوں میں جھانک لیا تھا کہ وہ سب کچھ دل سے کہہ رہا تھا' ناز نے کہا

'تم جیسی لڑکی کے لیے اتنا کہہ دینا ہی کافی ہے کہ میں تم سے محبت کرتا ہوں اور تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں، اور دوسری تیسری ملاقات میں ہی وہ اپنے محبوب کے ھاتھوں لوٹی جاتی کہ محبت میں سب کچھ جائز ہوتا ہے اور محبت اور شادی کے نام پر عورت صدیوں سے قائل ہوتی آئی ہے، اور پھر کچھ عرصے کے بعد جب اس کا فون نمبر بند اور اس مکان پر کسی اور کے نام کی تختی لگی ملتی ہے تو اسے ہوش آتا کہ وہ لٹ چکی ہے، پھر وہ اور پریشان ہو جاتی ہے جب اسے محبت کی نشانی کو کسی مڈوائف یا نرس سے ختم کرانے کے لیے نرسنگ ھوم کی ضرورت پڑتی ہے۔۔۔پھر وہ ایک زندگی کی قاتل بھی بن جاتی ہے اور پھر اس کا اعتماد دنیا سے اٹھ جاتا ہے اور ایسے ہی کاموں میں پڑ جاتیں ہیں، شائد چند ایک لڑکیاں ہی

جن کی 'ول پاور' بہت مضبوط ہوتی ہے، واپس زندگی کی طرف لوٹتی ہیں اوران کی زندگی کا مقصد معصوم لڑکیوں کوان جیسے بدمعاش لوگوں سے بچانے میں گزر جاتی ہے' ریشم نے ایک لمبا لکچر دے ڈالا

'میں تمہاری کسی بات پر یقین نہیں کرتی۔۔۔مجھے ثبوت چاہئے' ناز نے کہا

'تمہیں ثبوت بھی مل گیا تو بھی تم یقین نہیں کرو گی، کیونکہ تم جیسی لڑکیاں تباہ ہونے کے بعد کہتی ہیں کہ یہ سب کچھ ہماری قسمت میں تھا، اگر اللہ چاہتا تو وہ اچھا بھی کرسکتا تھا۔۔۔وہ مجھ سے شادی کر کے گھر بھی بسا سکتا تھا، بس میری قسمت ہی خراب تھی۔۔۔اس میں قسمت یا اللہ کو الزام نہیں دیا جاسکتا، اللہ نے ہمیں عقل سمجھ بوجھ کیا کچھ نہیں دیا اب ہمارے اوپر ہے کہ ہم کون سا راستہ اپناتے ہیں' ریشم نے کہا

'خیر مجھے ثبوت چاہئے' ناز ابھی تک اس کے خمار میں کھوئی ہوئی تھی

'تمہارا اس سے شام چھ بجے ملنے کا پروگرام ہے تو تم اپنے ھوسٹل کے کمرے سے اس طرف دیکھنا جہاں سے لان کی دیوار ٹوٹی ہوئی ہے وہ تمہیں وھاں کسی سے بات کرتا نظر آئے گا' ریشم نے کہا

'اگر ایسا ہوا تو تمہاری ساری باتیں مان لوں گی' ناز نے کہا

'مجھے تم سے اپنی باتیں نہیں منوانی، اس کی حقیقت بتانا چاہتی ہوں کیونکہ تم ایک اچھے خاندان سے ہو، میں نہیں چاہتی کہ تمہارے والدین کا اعتبار تم سے اٹھ جائے اور تم سے کچھ ایسا غلط ہو جائے کہ تم دنیا سے منہ چھپاتی پھرو اور تمہاری عزت بھی جائے اور پڑھائی بھی چھوٹ جائے' ریشم نے سمجھایا

'اچھا میں چلتی ہوں مجھے ٹسٹ کی تیاری کرنی ہے' ناز اٹھ چلی گئی

مگر ریشم اس کی انکھوں میں چمکتے تارے دیکھ چکی تھی، ایک رات میں وہ اس کے ساتھ اتنا سفر طے کر چکی تھی کہ چند لمحوں کی دوری پر وہ کھڑی تھی اور آج رات وہ دوری بھی ختم ہونے والی تھی۔۔۔ریشم اسے اس سے بچانا چاہتی تھی

اس نے آج اسے نہ بچایا تو وہ برباد ہو جائے گی۔۔۔وہ اسے ہر حال میں بچائے گی

اس نے اپنا فون چیک کیا تو شاہ میر کے کئی میسج آ چکے تھے اور ہر میسج میں اس نے کل والے واقعہ کی معافی مانگی تھی اور اسے ملنے کے لیے کہا تھا، اس نے اسے میسج کیا کہ وہ اسے معاف کر چکی ہے اور چھ بجے وہ اس سے ملنا چاہ رہی ہے۔۔۔فوراً ہی اس کا جواب آ گیا کہ وہ اس سے چھ بجے ملنے آ رھا ہے۔۔۔اب تو اسے پکا یقین ہو گیا کہ وہ ناز سے بالکل سئریس نہیں ہے۔۔۔اس نے ناز کو فون کیا

'شام چھ بجے اسے ھوسٹل بلایا ہے'

'ھاں وہ مجھے چھ بجے ھوسٹل سے پک کرے گا' ناز نے بتایا

'اس کا چھ بجے سے پہلے فون یا میسج آ جائے گا کہ وہ آج نہیں آ سکے گا' ریشم نے بتایا

’ایسا نہیں ہوگا اگر وہ بزی ہے تو مجھ سے ملنے کا وعدہ ہی نہ کرتا‘ ناز نے کہا

’چلو تم اپنے کمرے سے چھ بجے باہر ضرور دیکھنا، میں کچھ تمہیں دیکھانا چاہتی ہوں‘ ریشم نے کہا

’مگر میں چھ بجے تو ہوسٹل میں نہیں ہوں گی‘ ناز نے کہا

’اگر ہوئی تو لان سے باہر ضرور دیکھنا‘ ریشم نے فون بند کر دیا

ٹھیک چھ بجے ریشم تیار ہو کر لان میں آئی اور وہ باہر کھڑا تھا، ریشم لان کی ٹوٹی ہوئی دیوار کے قریب چلی گئی اور وھاں کھڑی ہو گئی جہاں سے وہ باہر سے نظر آ سکتی تھی وہ اسے دیکھ کر فورا اس کی طرف چلا آیا۔۔۔اس نے گاڑی سے نکال کر خوشبودار پھولوں کا بوقے اسے پیش کیا، ریشم نے ہنسی خوشی لے لیا اور شاہ میر نے تھوڑا سا پیچھے ہٹ کر پہلے کھڑا ہوا پھر جھک کر اسے سلام کیا

’آپ بہت پیریٹی لگ رہی ہیں‘ شاہ میر نے کہا

’آپ بھی کچھ کم نہیں لگ رہے‘ ریشم نے مسکراتے ہوئے کہا

’باہر آؤ۔۔۔کہیں گھومنے چلتے ہیں‘ شاہ میر نے دعوت دی

’آج نہیں۔۔۔کسی اور دن ضرور چلیں گے۔۔۔اب میں چلتی ہوں، فون پر رابطہ رہے گا‘ اور ریشم واپس مڑ گئی

ناز اپنے کمرے سے سب کچھ دیکھ رہی تھی

اس نے خود سے کہا سمجھتی کیا ہے خود کو۔۔۔مجھے روک کر خود کتنی تیار ہو کر اسے ملنے گئی ہے، اگر اتنا ہی بڑا ہے وہ تو خود کو بھی روکے اس سے ملنے سے۔۔۔اتنے امیر اور ھینڈسم لڑکے سے کون دوستی نہیں کرنا چاہے گا۔۔۔میں بھی دیکھتی ہوں وہ کیسے اسے مجھ سے چھینتی ہے، میں اس سے شادی کر کے ہی رہوں گی۔۔۔ساتھ ہی ریشم کا فون آ گیا

’دیکھ لیا تم نے اپنی انکھوں سے۔۔۔کیسے میری ایک فون کال پر ملنے چلے آیا۔۔۔جانے کس کس سے اس کی دوستی ہے، اس لیے تمہیں محتاط ہونے کا مشورہ دے رہی تھی‘ ریشم نے نرمی سے کہا

’تم کیا خود کو سمجھتی ہو، تم اسے مجھ سے چھین لو گی، ایسا نہیں ہونے دوں گی، وہ مجھ سے شادی کا وعدہ کر چکا ہے، تم درمیان میں مت آؤ‘

’میں لعنت بھیجتی ہوں ایسے لڑکے پر۔۔۔میں نے اسے صرف اس لیے بلایا تھا کہ تم اپنی انکھوں سے دیکھ لو۔۔۔الٹا تم مجھے الزام دے رہی ہو‘ ریشم نے کہا

’تمہارا منگیتر ان پڑھ اور تم سے چار سال چھوٹا ہے، اب تم اس سے شادی تو نہیں کرو گی، شہر میں اپنا ’سول میٹ‘ تلاش کرو گی، اس لیے تم نے یہ سارا ڈرامہ رچایا ہے مگر میں ایسا کچھ نہیں ہونے دوں گی‘ ناز نے غصے سے کہا

’تم جیسی جذباتی اور بے وقوف لڑکیاں ٹھوکر لگے بناء سیکھتی نہیں ہیں۔۔۔مگر میں تمہیں ٹھوکر لگنے نہیں دوں گی‘ ریشم نے فون بند کر دیا

اس نے اسی لمحے ناز کے گھر فون کیا تو اس کی والدہ نے فون ریسیو کیا

’اسلام وعلیکم انٹی۔۔۔ریشم بول رہی ہوں‘

’وعلیکم سلام۔۔۔کیسی ہو بیٹی‘

’اللہ کا شکر ہے۔۔۔میں بہت اہم بات آپ سے کرنا چاہتی ہو‘

’سن رہی ہوں۔۔۔تم بات کرو‘

’انٹی ایک لڑکا ناز کے پیچھے پڑا ہوا ہے اور وہ اچھا لڑکا ہرگز نہیں ہے، میرا خیال تھا کہ ناز اس سے جان چھڑا لے گی مگر وہ اس کی باتوں میں آتی جا رہی ہے، اس سے پہلے کہ پانی سر سے گزر جائے آپ ناز کو روک لیں‘ ریشم نے کہا

’میں تو یہ سن کر پریشان ہو گئی ہوں‘

’آپ پریشان نہ ہوں کل اس کے ایگزامیز ختم ہو رہے ہیں، اسے گھر بلا لیں یہاں ھوسٹل میں نہ رکنے دیں اور کچھ عرصے کے لیے اسکا موبائل فون اس سے لے لیں۔۔۔باہر جانا چاہے تو آپ اس کے ساتھ جائیں تو سب ٹھیک ہو جائے گا‘ ریشم نے کہا

’بات یہاں تک بڑھ چکی ہے۔۔۔مگر وہ تو بتا رہی تھی ابھی ایگزامیز ایک ہفتے تک جاری رہے گے‘

’کل اس کا آخری ایگزام ہے اور بات ابھی زیادہ بڑھی نہیں ہے ذرا سی سختی سے سب ٹھیک ہو سکتا ہے ۔۔۔جو والدین بچوں کو بغیر ضرورت کے سیل فون دے دیتے ہیں، یہ بہت سی بڑائیوں کا باعث بن رہے ہیں۔۔۔ساری رات لڑکیاں لڑکے آپس میں باتیں کرتے رہتے ہیں‘ ریشم نے کہا

’ہم نے تو اس کی رشتے کی بات شروع کی ہوئی ہے‘

’یہ تو اچھی بات ہے، وہ گھر آتی ہے تو اسے اس رشتے کے متعلق فوراً بتا دیں۔۔۔آپ نے کل اسے ہر حال میں یہاں سے لے جانا ہے، اگر وہ یہاں کچھ دن رک گئی تو اچھا نہیں ہوگا‘

’میں کل ایک بجے اس کے بڑے بھائی کو لینے کے لیے بھیج دوں گی، وہ بڑے بھائی سے بہت ڈرتی ہے، آنے سے انکار نہیں کرے گی‘

’بالکل ٹھیک ہے، کل ہی آپ اسے یہاں سے لے جائیں۔۔۔خیر انٹی آپ میرے گاؤں کا چکر لگائیں‘

’آؤں گی مگر تمہاری شادی پر،

’ضرور بلاؤں گی آپ کو بھی اور ناز کو بھی۔۔۔اچھا انٹی اب خدا حافظ‘ ریشم نے فون بند کر دیا

میرا خیال ہے کہ میں نے ایک لڑکی کو غلط راستے پر چلنے سے روک لیا ہے، اب میں مطمئن ہوں۔۔۔ریشم نے سوچا اور اطمئنان سے کل کے ایگزام کی تیاری کرنے لگ گئی

جب اس نے بی اے کیا تھا تو گاؤں میں اس سے پہلے کسی نے بی اے نہیں کیا تھا یہاں تک کہ آس پاس

کے گاؤں سے بھی کسی لڑکے نے چودہ جماعتیں نہیں پڑھی تھیں اور گاؤں کے ہر گھر میں اس کی ذھانت اور لیاقت کی باتیں ہو رہی تھیں اور اس کا اسی طرح پردے میں باہر نکلنا اور بچپن کی منگنی اور منگیتر بھی چار سال چھوٹا، جس نے کبھی سکول کا منہ تک نہیں دیکھا تھا اسے والدین کے کسی بھی فیصلے پر اعتراض نہیں تھا، وہ گاؤں کی لڑکیوں کے لیے مثال بن گئی، پڑھائی نے اسے گستاخ نہیں بنایا تھا اور جھکا دیا تھا وہ اور حکم ماننے والی بن گئی ۔۔۔اسے وہ سب کچھ یاد آ رہا تھا

وہ جب وہ بی اے کے ایگزامیز دے کر گاؤں لوٹی تو گاؤں کے ہر گھر میں چراغاں ہوا تھا کسی نے مٹی کے تیل کے دیئے جلائے تھے تو کسی نے موم بتیاں اپنے چوبارے پر جلا رکھی تھیں گاؤں کی عورتیں اور لڑکیاں صرف اس کی ایک جھلک دیکھنے کے لیے آتی تھیں۔۔۔وہ بھی ان سے خوش مزاجی سے ملتی وہ کبھی ملنے سے انکار نہیں کرتی

اور جب اس کا رزلٹ آیا تو اس نے بہت نمبر لیے تھے۔۔۔اور اسے کئی یونیورسٹی سے بغیر اپلائی کیے ایڈمیشن کی آفر ملی تھی، مگر وہ جانتی تھی کہ وہ بائیس سال کی ہوگئی ہے اور اب اس کی شادی ہو جانی چاہیئے، اس کے گاؤں میں لڑکیوں کی شادی سولہ سال کی عمر تک ہو جاتی ہے، اس کی شادی اس لیے ملتوی ہو رہی تھی کہ سچل اس سے چار سال چھوٹا تھا۔ ابھی بھی وہ اٹھارہ سال کا ہوا تھا مگر وہ اپنی عمر سے کہیں زیادہ میچور اور بڑا لگتا تھا پھر اس کا دراز قد اور کسرتی جسم۔۔۔وہ اپنی اصل عمر سے کہیں بڑا نظر آتا تھا، اس بار اسے پکا یقین تھا کہ اس کی شادی اسی سال ہو جائے گی، وہ خود بھی کچھ زیادہ نکھر آئی تھی۔ اس کا رکھ رکھاؤ، اوڑھنا بچھونا، گفتگو کا انداز اور سب سے بڑھ کر اس کا اعتماد اس کی شخصیت میں بہت نکھار پیدا ہو گیا تھا، وہ تو جب بات کرتی تو اس کا دھیما پن اگلے کو دیوانہ بنا دیتا تھا،

آج وہ اس وقت اکیلے ہی اپنے امرود کے باغ میں گھوم رہی تھی جس میں لیموں اور مرچوں کے پودے بھی لگے تھے، اسے اپنی زمینوں میں سے سب سے پرکشش جگہ یہی لگتی تھی، وہ پلان بنا رہی تھی کہ اب اسے یہی گاؤں میں رہنا ہے تو اسے آنے والی نسلوں کے لیے کچھ اچھا کرنا ہوگا، غلط رسموں کو اچھی رسموں میں بدلنا ہوگا اور نئی اچھی رسموں کو لوگوں میں قابل قبول بنانا ہوگا۔۔۔خاص کر تعلیم کی اہمیت۔۔۔لڑکے اور لڑکیوں دونوں کے لیے علم حاصل کرنا ضروری بنانا ہوگا وہ چاہتی تھی کہ پڑھنے والے ایسی مثالیں قائم کریں کہ گاؤں کے ان پڑھ سادے لوگ پڑھائی کو بڑا نہ سمجھیں، اور حکومت کی طرف سے سکول کھلنے کا انتظار نہ کریں۔۔۔اپنی مدد آپ کے تحت گاؤں میں بارہ کلاس تک سکول بنا لیں، ایک ہی عمارت ہو جس میں صبح لڑکیوں کی کلاسیز ہوں اور دو بجے کے بعد لڑکوں کی کلاسیز ہوں۔۔۔اس طرح لڑکے لڑکیوں کے لیے الگ الگ عمارت بنانے کا خرچا بچے گا اور وہ شہر میں اپنی کلاس فیلوز کو یہاں پڑھانے کے لیے بلا سکتی ہے اور عمارت کے اندر لڑکیوں کے لیے چند ایک کمرے، کمبائنڈ کچن اور واش روم بنا کر ہوسٹل کی شکل دی جا سکتی ہے اور اس پر زیادہ خرچ بھی نہیں آئے گا۔۔۔ میں اپنے جہیز میں والدین سے سکول بنانے کا وعدہ لوں گی اور سچل سے لائبریری کا۔۔۔مجھے کوئی ایسا طریقہ سوچنا ہوگا کہ میں گاؤں کے مردوں کو قائل کر سکوں کہ تعلیم کی ہمارے مذہب میں اتنی ہی اہمیت ہے جتنی نماز کی۔۔۔نماز بھی عورت اور مرد دونوں پر فرض ہے اور تعلیم بھی نماز کی طرح مرد اور عورت دونوں پر فرض ہے، اور اگر میں اپنے بھائیوں، والدین، سسرال اور سب سے بڑھ کر سچل کو سمجھانے میں کامیاب ہوگئی

تو پھر پورے گاؤں والوں کو سمجھا سکوں گی ۔۔۔ابھی سوچتی سوچتی وہ کہاں سے کہاں پہنچ جاتی کہ اسے دور سے کسی کے چلنے کی آواز آنی شروع ہوئی، اس نے مڑ کر دیکھا تو سچل اس کی طرف آ رہا تھا۔ ریشم نے جلدی سے اپنی چادر درست کی جو پہلے ہی اس کے سارے وجود کو چھپائے ہوئے تھی

'کیا ہو رہا ہے' سچل نے آتے ہی پوچھا

'بس یونہی کھلی ہوا میں گھومنے کو دل چاہ رہا تھا تو یہاں چلی آئی' ریشم نے کہا

'گھر والے کچھ کہہ رہے ہیں' سچل نے بات ادھوری چھوڑ دی

'ابھی تک مجھ سے کچھ نہیں کہا، ظاہر ہے عورتوں سے پوچھنے کی روایت نہیں ہے ہمارے خاندان میں' ریشم نے کہا

'مگر تم نے کئی ایک روایتیں ختم کر دی ہیں' سچل نے کہا

'روایتیں نہ تو راتوں رات بنتی ہیں اور نہ راتوں رات ختم ہوتی ہیں' ریشم نے کہا

'پڑھنے کی جو روایت تم نے قائم کی ہے اب وہ مدتوں ختم نہیں ہو گی، لوگ اپنی بیٹیوں پر اعتبار کرنے لگے ہیں کہ پڑھائی بغاوت نہیں تابعداری سیکھاتی ہے، تم نے شہر جا کر بھی خاندان اور گاؤں کی ہر رسم کی حفاظت کی ہے سب کو تم پر فخر ہے' سچل نے کہا

'مجھے تعلیم اور پڑھائی نے صبر، برداشت، لگن، محنت، جستجو اور سب سے بڑھ کر بزرگوں کی عزت کرنا سیکھایا ہے' ریشم نے کہا

'سب کہہ رہے ہیں کہ اب شادی ہو جانی چاہیئے، تمہارا کیا خیال ہے' سچل نے پوچھا

'مجھے صرف حکم ماننا اچھا لگتا ہے جو مزہ ماننے میں ہے راضی ہونے میں ہے، وہ انکار میں کہاں' ریشم نے نگاہیں نیچے کیے کہا

'مگر میں چاہتا ہوں کہ تم اپنی عقل سے فیصلہ کرو، سچل نے کہا

'عقل سیدھا راستہ دیکھاتی ہے، مجھے آپ لوگوں کا ہر فیصلہ منظور ہے' ریشم نے کہا

'تم ایک ان پڑھ جائل گنوار مرد کے ساتھ رہ لو گی' سچل نے قریب آ کر پوچھا

'دوبارہ ایسی بات آپ کے منہ سے نہیں سننا چاہتی کہ میرا ہونے والا شوہر ان پڑھ جائل گنوار ہے وہ چھوٹی عمر سے ہی بہت میچور، سمجھدار اور دینادار ہے، اسے مجھ پر اتنا اعتبار ہے کہ اس نے مجھے شہر میں پڑھنے کی اجازت دلائی، آج جو کچھ بھی ہوں اس کے اعتماد اور اعتبار کی وجہ سے ہوں ورنہ پڑھے لکھے مرد بھی شکی مزاج اور تنگ نظر ہوتے ہیں، مجھے اپنے ہونے والے شوہر پر فخر ہے' ریشم نے ایک نظر اس پر ڈالی اور فورا انکھیں جھکا دی

سچل کو اپنا آپ اتنا اچھا لگا جیسے وہ دینا کا سب سے بہتر انسان ہے، اسے فخر محسوس ہو رہا تھا کہ اس کی اتنی پڑھی لکھی منگیتر کے دل میں اس کا کتنا احترام ہے، وہ عمر میں اس سے بڑی ہونے کے باوجود اسے آپ کر کے مخاطب کرتی ہے، اس کی عزت کرتی ہے، اسے اس سے شادی پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔۔۔

'تمہیں مجھ سے شادی کر کے کوئی احساس کمتری تو نہیں ہوگا' سچل نے کافی دیر خاموش رہنے کے بعد پوچھا

'آپ کو کیا لگتا ہے کہ مجھے احساس کمتری ہونا چاہیئے، دراصل آپ میرے 'ان' سے جیلس ہو رہے ہیں، آپ مجھے کچھ بھی کہہ لیں مگر میں آپ کی باتوں میں نہیں آؤنگی، میں بچپن سے اسے پسند کرتی آرہی ہوں، میں نے جب بھی اپنے آئیڈل کے بارے میں سوچا ہے تو آپ کی تصویر میرے سامنے آئی ہے، اتنے سالوں سے انھیں چاہتی آرہی ہوں اب جب کنارے پہنچنے کا وقت قریب آرہا ہے تو آپ کہہ رہے بلکہ پوچھ رہے ہیں کہ وہ مجھے پسند بھی ہے یا نہیں، ایسے نہیں کہتے مجھے اچھا نہیں لگا' ریشم نے ذرا ناراضی سے کہا

سچل کو اپنا دل ھاتھوں سے نکلتا محسوس ہو رھا تھا۔۔۔اسے ڈھرکن کی رفتار قابو سے باہر محسوس ہو رہی تھی، اسے یاد آرھا تھا کہ اس کے دوستوں نے اسے کیا کیا نہیں کہا تھا۔۔۔اسے خاندان اور خاندان سے باہر کس کس نے نہیں روکا تھا کہ منگیتر کو پڑھنے سے روکو اور جب اس نے اپنے والدین سے اس کی شہر جا کر پڑھائی کی بات تھی تو والدین نے کئی دنوں تک اس سے بات نہیں کی تھی کہ لڑکی شہر جائے پڑھنے کے لیے مگر وہ اک اک کے ساتھ لڑا تھا اور اس نے ہر ایک سے یہی کہا کہ جب مجھے اس کے شہر جانے پر اعتراض نہیں تو دوسروں کو بھی نہیں ہونا چاہیئے، اور جب وہ ہوسٹل میں رہ رہی تھی تو اس کے دوست اسے بار بار کہتے کہ شہر جا کر اس پر نظر رکھو کہ وہ چھپ چھپ کر کسی سے ملتی تو نہیں، اور کئی دوستوں نے تو اس کے ساتھ شرط لگائی تھی کہ وہ واپس نہیں آئے گی اور اگر آئی بھی تو تم سے شادی نہیں کرے گی وہ کسی شہری بابو سے شادی کرے گی اور شہر سے کسی شہری بابو کا رشتہ آئے گا اور اس کے والدین اس کے گھر سے بھاگنے کی دھمکی پر اس شہری بابو سے شادی پر مجبور ہو جائیں گے اور پھر دونوں بھائیوں کے درمیان اتنے جھگڑے بڑھ جائیں گے کہ تمہاری دونوں بہنوں کے رشتے جو ریشم کے بھائیوں کے ساتھ طے ہیں ٹوٹ جائیں گے، مگر ایسا کچھ نہیں ہوا

۔۔۔وہ بی اے کر کے بھی آگئی اور کسی شہری بابو کا رشتہ نہیں آیا اس کی دونوں بہنوں کی شادیاں بھی ریشم کے بھائیوں سے ہوگئی اور کچھ بھی نہیں ہوا

۔۔۔وہ اب دوستوں میں فخر سے کہتا کہ اس کی ہونے والی بیوی شہر کی پڑھی لکھی ہے

'آپ کیا سوچنے لگ گے ہیں میری کوئی بات بڑی لگی ہے تو معافی چاہتی ہوں، دراصل میں آپ کے متعلق کوئی غلط بات سن نہیں سکتی اور تو اور آپ کے منہ سے بھی نہیں' ریشم نے اسے اسکی یادوں سے باہر لاتے ہوئے کہا

'اب تمہارے کیا ارادے ہیں میں تو ابھی شادی نہیں کرنا چاہتا' سچل نے اسے چونکا دیا

'میں سمجھی نہیں' ریشم پریشان ہوگئی

'مجھے ایم اے پاس لڑکی سے شادی کرنی ہے، اب تم یہ نہ کہنا خود تو ایک لفظ بھی پڑھے لکھے نہیں اور ایم اے پاس لڑکی سے شادی کرنے چلے ہو' سچل نے کہا

'سچ۔۔۔آپ سچ کہہ رہے ہیں۔ مجھے ماسٹرز کرنے کی اجازت دے رہے ہیں۔ مجھے تو آپ کا کہنا خواب جیسا لگ رہا ہے'

'تم نے اتنے اچھے نمبر لیے ہیں اور ہر یونیورسٹی سے تمہیں آفر آئی ہے تو میں شادی کا شوشہ چھوڑ کر کیوں تمہیں آگے بڑھنے سے روکوں اور پھر تم

جتنا پڑھوگی اتنا ہی میرے بچوں یعنی ہمارے بچوں پر اچھا اثر پڑے گا اور وہ باہر پڑھنے جائیں گے۔۔۔میں تو اپنی ضد اور انا کی وجہ سے پڑھ نہ سکا مگر ہمارے بچے تو بہت آگے جائیں گے'

ریشم بچوں کے ذکر پر شرما گئی اور سچل اس کے چہرے پر بکھری قوس وقزح دیکھتا رہا

اسے یونیورسٹی آئے صرف دو ہفتے ہی ہوئے تھے کہ اسے احساس ہوا کہ کلاس کا سب ہنڈسم لڑکا اسے دیکھتا رہتا ہے۔۔۔وہ موقع کی تلاش میں تھی کہ وہ اسے سمجھا دے کہ وہ اس میں بالکل انٹرسٹیڈ نہیں ہے۔۔۔مگر اسے موقع نہیں مل رہا تھا۔۔۔پھر جب شہنہ نے اس کی طرف سے بات کی تو اسے وہ سب کہنے کا موقع مل گیا جو وہ کہنا چاہتی تھی

'ریشم وہ تمہارے لیے سیریس ہے تم اسے توجہ کیوں نہیں دیتی' شہنہ نے پوچھا

'یونیورسٹی آ کر میں نے دیکھا ہے کہ زیادہ تر سٹوڈنٹس پڑھائی کے علاوہ ہر کام کے لیے سریس ہو جاتے ہیں۔۔۔ہر لڑکی خود کو کسی ڈرامے کی ہیروئن اور لڑکا ہیرو سمجھتا ہے، اور جب پہلے ٹسٹ اور پہلے ایگزام میں فیل ہوتے ہیں اور سر یا میڈم کی ڈانٹ سنتے ہیں تو سمجھ آتی ہے کہ ہم یہاں تعلیم حاصل کرنے آئے ہیں، جو شروع شروع میں سمجھ جاتے ہیں بلکہ سنبھل جاتے ہیں تو ان کا وقت خیر خریت سے گزر جاتا ہے ورنہ دو سال بعد فیل ہو کر گھر جا رہے ہوتے ہیں۔۔۔میں یہاں پڑھنے آئی ہوں اس لیے کہ مجھے پڑھنے کا شوق ہے اور والدین نے بہت مشکل سے اجازت دی ہے اب مجھے ہر حال میں ماسٹرز کرنا ہے، میری زندگی میں یہ دو سال کبھی واپس نہیں آ سکتے یعنی اگر میں فیل ہو گئی تو مجھے دوبارہ یونیورسٹی آنے کی اجازت نہیں ملے گی میں یہ دو سال عاشقی میں ضائع نہیں کرنا چاہتی' ریشم ابھی اور تقریر کرتی مگر شہنہ نے روک دیا

'اگر پڑھائی کے ساتھ ساتھ یہ رومانس بھی چلتا رہے تو کیا حرض ہے، انجوائمنٹ بھی اسی عمر میں اچھا لگتا ہے' شہنہ نے کہا

'شہروں میں رہنے والوں کے لیے انجوائمنٹ کی اہمیت ہوتی ہوگی، ہم دیہاتی لوگ کیا جانے انجوائے کرنا کسے کہتے ہیں، اگر میرا نام کسی لڑکے کے ساتھ جڑ گیا تو سمجھو میرا قتل تو ہو ہی جائے گا مگر وہ لڑکا بھی نہیں بچے گا اور خاندان اور گاؤں میں آنے والی نسل پر بھی سکول کالج جانے پر پابندی لگ جائے گی، جبکہ میں چاہتی ہوں کہ میں یہاں تک پہنچ گئی ہوں تو میرے بعد کی جنریشن میرے سے آگے جائے اور میرے گاؤں کے حالات بدلیں اور لڑکیوں پر تعلیم کے دروازے کھلیں' ریشم نے کہا

'تو یہ طے ہے کہ تم رضا خان کی دوستی کا جواب نہیں دوگی' شہنہ نے کہا

'جواب ہی تو دے رہی ہوں کہ وہ غلطی سے بھی میرا نام اپنی زبان پر نہ لائے، ورنہ نہ وہ رہے گا نہ میں رہوں گی۔۔۔یہ دوستی، محبت، رومانس زندگی میں ہوتا ہے، مرنے کے بعد نہیں، ساری باتیں چھوڑو، میں کسی سے منسوب ہوں، ہمارے گاؤں میں منگ عزت کی علامت سمجھی جاتی ہے۔۔۔'

'گاؤں کی باتیں گاؤں تک رہنے دو۔۔۔ابھی تم شہر میں ہو۔۔۔تو شہر کی زندگی کی طرح رہنا سیکھو۔۔۔'

’شہر کی زندگی کیا ہوتی ہے۔۔۔ مجھے تو کوئی فرق نہیں لگتا۔۔۔ وہی دن رات۔۔۔ وہی موسم۔۔۔ وہی ملنا جلنا۔۔۔ وہی کھانا پینا۔۔۔ کیا مختلف ہے۔۔۔‘

’کل ہم فلم دیکھنے جائے گے۔۔۔‘

’مجھے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔۔۔ فلم دیکھنے میں۔۔۔‘

’چلو کہیں چائے پینے چلیں گے۔۔۔‘

’ہرگز نہیں۔۔۔ مجھے اپنا منگیتر پسند ہے اور اسے میں پسند ہوں، اب ہمارا مرنا جینا ایک دوسرے کے لیے ہے، میں کسی قسم کی ایڈونچر نہیں چاہتی ،اس لیے پلیز اسے سمجھا دینا، میری اور اپنی زندگی مشکل نہ بنائے‘ ریشم نے سر سے اتری چادر سر پر لپیٹے ہوئے کہا

’مگر تم اسے اچھی لگتی ہو‘ شہنہ نے کہا

’زندگی میں کبھی نہ کبھی کہیں نہ کہیں کوئی نہ کوئی ہر کسی کو اچھا لگتا رہتا ہے اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اس سے محبت ہی ہو جائے اور اگر ہو بھی جائے تو اس سے شادی بھی ہو جائے‘ ریشم نے کہا

’مجھے اگر اتنے ہینڈسم لڑکے نے دوستی کی آفر کی ہوتی تو سر کے بل چل کر جاتی‘ شہنہ نے کہا

’رضانہ تو ہینڈسم ہے نہ ایمپریسو اور تو اور پڑھائی میں بھی ایوریج۔۔۔ مجھے تو چھچھورا سا لگتا ہے، لڑکی پاس سے گزر جائے تو اس کی انکھیں دور تک پیچھا کرتیں ہیں، گھٹیا سی پرسنیلٹی ہے اس کی‘ ریشم نے کہا

’کیسی باتیں کر رہی ہو ہر لڑکی اس پر مرتی ہے‘

’اس جیسی لڑکیاں ہی اس پر مرتی ہونگی، تم میرے منگیتر کو دیکھنا، کیسا سجیلا نوجوان ہے، نام ہی اس کا منفرد ہے سچل۔۔۔ کیا گھبرو جوان ہے، کسی دن ملواؤں گی اس سے‘ ریشم نے رشک سے کہا

’کون سی یونیورسٹی میں پڑھتا ہے‘ شہنہ نے پوچھا

’وہ پڑھتا نہیں ہے، اسے سکول کالج سے کوئی دلچسپی نہیں ہے‘ ریشم نے کہا

’ کچھ تو پڑھا لکھا ہوگا‘ شہنہ نے پوچھا

’کہا ہے نا کہ اسے پڑھنے لکھنے میں کوئی دلچسپی نہیں ہے‘ ریشم نے کہا

’مگر تم تو ہر وقت پڑھائی پر لکچر دیتی رہتی ہو اور جس کے ساتھ ساری زندگی گزارنی ہے، اسے پڑھائی سے کوئی مطلب نہیں ہے بات سمجھ نہیں آئی‘ شہنہ نے پوچھا

’سیدھی سی بات ہے مجھے بچپن سے ہی لکھنا پڑھنا اچھا لگتا ہے، کہیں کوئی اخبار کا ٹکڑا یا رسالہ کا پھٹا ہوا کاغذ نظر آ جاتا تو فوراً اٹھا لیتی تھی، گھر آ کر سنبھال کر رکھ لیتی تھی اور پھر گھر میں اگر کوئی پڑھا لکھا آ جاتا تو میری یہی کوشش ہوتی کہ ان سے پوچھوں کہ کاغذ پر کیا لکھا ہے اور پھر اسے

زبانی یاد کر لیتی، آج بھی میرے پاس بے شمار کاغذ کے ٹکرے پڑے ہوئے ہیں، ریشم نے کھوئے کھوئے کہا

'تمہارے گھر میں کوئی پڑھا لکھا نہیں ہے' شہنہ نے حیرت پوچھا

'نہیں۔۔۔اور پھر ہمارے علاقے میں یہ بات مشہور ہے کہ پڑھائی تو نوکری حاصل کرنے کے لیے کی جاتی ہے جبکہ میرے گھر والوں کے لیے پیسہ کبھی مسئلہ نہیں رہا، دادا کے والد نے جائیداد میں کئی گاؤں چھوڑے تھے اور آج چوتھی نسل جوان ہوگئی ہے اور روپے پیسے کی کمی نہیں ہوئی تو پڑھائی کی ضرورت ہی محسوس نہیں ہوئی' ریشم نے بتایا

'آج بھی پاکستان میں ایسے علاقے ہیں یہاں پڑھائی کا نام ونشان نہیں ہے۔۔۔یقین نہیں آتا' شہنہ نے حیرت سے کہا

'ہمارے دور دراز علاقوں میں بھی رشتے دار ہیں مگر میں نے ابھی تک ایسا کوئی نام نہیں سنا جو میٹرک سے آگے پڑھا ہو، دراصل ہمارے ھاں شادیاں آپس میں کی جاتیں ہیں، یونہی کوئی لڑکی بارہ تیرہ سال کی ہوتی ہے بزرگ اس کا رشتہ طے کر دیتے ہیں، ریشم نے بتایا

'اور اگر برابر کا جوڑ نہ ہو تو' شہنہ نے پوچھا

'کوئی فرق نہیں پڑتا دس سال بیس سال بڑا مرد یا دس سال بڑی عورت، پھر بھی شادی کر دی جاتی ہے، اب سچل مجھ سے چار سال چھوٹا ہے مگر میری پیدائش پر ہی چاچا نے مجھے مانگ لیا تھا اور تین سال تک تو چاچا کی اولاد ہی نہیں ہوئی مگر میں پھر بھی چاچا کے ہونے والے بیٹے کی منگ بنی رہی، اور جب سچل پیدا ہوا تو میں چار سال کی تھی اور اسے گود میں اٹھائے پھرتی تھی، ریشم نے ہنستے ہوئے کہا

'کتنی عجیب باتیں تم بتا رہی ہو، ہم شہر والے تو ایسا سوچ بھی نہیں سکتے' شہنہ نے کہا

'اب حالات بدل رہے ہیں اور انشاءاللہ جلد بدل بھی جائیں گے مگر میں سچل سے ہی شادی کروں گی چاہے کچھ بھی ہو جائے، میں اپنی کسی حرکت کی وجہ سے تعلیم پر کوئی انچ نہیں آنے دوں گی، تعلیم ہمیں صبر، برداشت، حوصلہ، محنت، جستجو، لگن اور سب سے بڑھ کر والدین کی عزت سکھاتی ہے، میں نے بھی یہ سب سیکھ لیا ہے انشاءاللہ میری ساری اولاد پڑھے گی اور اپنی مرضی سے شادی کرے گی' ریشم نے آنے والے وقت کا سوچ کر مسکراتے ہوئے کہا

'داد دیتی ہوں تمہارے خیالات، حوصلے اور صبر کی، چلو کلاس میں چلتے ہیں' شہنہ نے کہا

ریشم ہوسٹل سے لیٹ نکلی تو ہوسٹل اور یونیورسٹی کا اندر کا دروازہ بند ہو چکا تھا اسے اب یونیورسٹی باہر کے گیٹ سے جانا تھا تو چادر اوڑھ کر باہر نکلی تو سامنے رضا اپنی گاڑی سے نکل کر اس کی طرف آ رہا تھا، وہ پاس سے گزر جانا چاہتی تھی مگر اس نے آواز دے کر روک لیا

'کیوں روکا ہے مجھے، مجھے اچھا نہیں لگتا کہ تم میرے متعلق دوسروں سے باتیں کرو یا میرے بارے میں دوسروں سے پوچھو' ریشم نے کہا

'اس لیے خود تم سے بات کرنے چلا آیا ہوں' رضا نے کہا

'تمہیں شہنہ کے زریعے میرا پیغام مل گیا ہوگا کہ مجھے کسی سے کوئی بات نہیں کرنی اور نہ مجھے اجازت ہے نہ مجھے ضرورت ہے' ریشم نے کہا

’تم کیوں ڈرتی ہو میں تمہارے ساتھ ہوں‘ رضا نے کہا

’تم میرے کیا لگتے ہو صرف کلاس فیلو اور کلاس فیلو بنے بھی تین ہفتے گزرے ہیں۔۔۔کیا میرے والدین سے بڑھ کر میرے ہمدرد ہو۔۔۔کیا میرے والدین سے بڑھ کر میرا خیال رکھ سکتے ہو‘ ریشم نے پوچھا

’ھاں تمہارے والدین سے بڑھ کر تمہارا خیال رکھ سکتا ہوں‘ رضا نے کہا

’کیوں‘ ریشم نے پوچھا

’اس لیے تم سے محبت کرتا ہوں‘ رضا نے بتایا

’جمعہ جمعہ آٹھ دن ہوئے ہیں مجھ سے ملے، بلکہ مجھے دیکھے اور تم میرے والدین سے بڑھ کر محبت کرنے کا دعوی کرر ہے ہو، اور تم یہ بھی چاہتے ہو کہ تمہاری ان باتوں پر یقین بھی کرلوں، کیا تمہیں میں سٹوپیڈ یا ایڈیٹ نظر آتی ہوں، ڈراموں میں راتوں رات کی محبت دیکھائی جاسکتی ہے کیونکہ ڈرامہ ایک یا دو گھنٹوں کا ھوتا ہے۔ رضا صاحب یہ زندگی ہے اور زندگی میں یقین دلانے کے لیے اک عمر درکار ہوتی ہے، ابھی مجھے یونیورسٹی میں ایڈمیشن لیے تین ہفتے ہوئے ہیں، کچھ وقت تو گزرنے دیں پھر دیکھتے ہیں اور اب میرے پیچھے مت آنا ورنہ پرنسپل تک بات پہنچ جائے گی اور ابھی اپنے والد اور چچا کا نام نہیں بتا رہی ہوں، بتاؤ نگی تو شاہد اپنے پاؤں پر کھڑے بھی نہ ہوسکو‘ ریشم یہ کہہ کر آگے بڑھ گئی

’تم رضا کا پتہ کرنے نہیں گئی‘ شہنہ نے اچانک پوچھا

مگر ریشم نے جواب نہیں دیا

’تم نے پوچھا نہیں اسے کیا ہوا ہے اور وہ یونیورسٹی کیوں نہیں آرھا‘ شہنہ نے کہا

’میں جانتی ہوں تم خود سب کچھ بتادوگی، چاہے مجھے انٹرسٹ ہو یا نہ ہو‘ ریشم نے کہا

’تم اس سے اتنا چڑتی کیوں ہو‘ شہنہ نے پوچھا

’مجھے اس سے کوئی مطلب ہی نہیں تو اس کے قصے کیوں سنوں‘‘ ریشم نے ذرا غصے سے کہا

’اس کا ایکسیڈنٹ ہوا ہے خریت پوچھنے نہیں جاؤ گی‘ شہنہ نے کہا

’مجھے لڑکوں کے گھر جانا چاہے وہ میرا کلاس فیلو ہی کیوں نہ ہو، پسند نہیں ہے جب یونیورسٹی آئے گا تو خریت پوچھ لوں گی ریشم نے کہا

’ساری کلاس اس کے گھر سے ہو آئی ہے صرف ایک تم نہیں گئی‘ شہنہ نے بتایا

’آئندہ تم نے میرے سامنے اس کا ذکر کیا تو میں تم سے بھی بول چال بند کردوں گی۔۔۔میں کئی بار بتا چکی ہوں میرا تعلق تم جیسے ماحول سے نہیں ہے، مجھے پھونک پھونک کر قدم رکھنا ہوتا ہے، میں معمولی سی بھی کوتاہی کی متحمل نہیں ہوسکتی، تعلیم میری مجبوری یا ضرورت نہیں ہے میرا شوق ہے اور میں یہ شوق بہت کچھ قربان کر کے پورا کررہی ہوں۔۔۔میں خود کو اپنے کردار اور قول وفعل کے زریعے گاؤں والوں کے لیے مثال بنا کر

پیش کر رہی ہوں۔تا کہ میری ہر حرکت ایک زندہ مثال بن جائے اور جب کوئی مثال بن جائے تو اس کے نقش قدم پر دوسروں نے چلنا ہوتا ہے اسے اک اک قدم سوچ بچار سے اٹھانا ہوتا ہے، ہمارے سامنے قائداعظم کی مثال ہے ان کے کردار کی دشمن بھی مثال دیتے ہیں، جبکہ گاندھی جی کے متعلق کچھ نہ کچھ لوگ بات کر ہی جاتے ہیں حالانکہ انہیں مہاتما بھی کہتے ہیں' ریشم ابھی اپنی بات جاری رکھے ہوئے تھی کہ درمیان میں۔۔۔شہنہ بول پڑی

'مثال بننا کوئی آسان کام نہیں۔۔۔کیوں اتنی قربانی دے رہی ہو۔۔۔یہ زندگی ایک بار ہی ملتی ہے۔۔۔اپنے آپ کو مار کر۔۔۔اپنی جائز خوشیوں کی قربانی دے کر کیا ملے گا تمہیں۔۔۔'

'مجھے اپنے گاؤں کی عورتوں کے لیے مثال بننا ہے تو اپنا آپ مارنا پڑے گا ورنہ دل تو جانے کیا کچھ کہتا رہتا ہے۔۔۔میں دل کی بات کبھی نہیں سنتی چاہے وہ سچ ہی بول رہا ہو۔۔۔پلیز اسے سمجھاؤ، میں اس کے لیے کچھ نہیں کر سکتی چاہے وہ میرے لیے جان بھی دے دے۔۔۔اور تو اور اس کی خودکشی کی خبر سن کر بھی افسوس کرنے نہیں آؤں گی۔۔۔اور یہ میری آخری وارننگ ہے' ریشم نے کہا

'اگر تم اس سے باہر مل لیتی ہو تو تمہارے گاؤں میں تو کسی کو پتہ نہیں چلے گا' شہنہ نے اسے نئی راہ دیکھاتے ہوئے کہا

'میں کسی کے ڈر کی وجہ سے انکار نہیں کر رہی۔۔۔میں ذاتی طور پر خود ایسی باتیں پسند نہیں کرتی۔۔۔میری منگنی ہو چکی ہے اور مجھے وہ پسند بھی ہے پھر کسی اور لڑکے سے کیوں ملوں اپنا اور اس کا وقت برباد کروں ' ریشم نے دلائل دے کر اسے قائل کرنے کی کوشش کی

'مگر تمہارا اس سے کوئی جوڑ بنتا ہی نہیں ہے جس سے تمہاری شادی طے ہے۔۔۔تم پڑھی لکھی لڑکی اور وہ چٹا ان پڑھ' شہنہ نے کہا

'اس کے چٹے ہونے میں کوئی جھوٹ نہیں ہے وہ میرے سے زیادہ چٹا ہے۔۔۔رہی بات اس کے ان پڑھ ہونے کی۔۔۔تو وہ پڑھے لکھے ہر لڑکے سے زیادہ میچور اور کھلے دل کا مالک ہے۔۔۔اور وہ اپنے پروفشن میں بہت علم رکھتا ہے، ضروری نہیں ہے کہ ہر نالج سکول کالج سے حاصل ہو۔۔۔سیکھنے والے تو بزرگوں کے تجربے، اپنے مشاہدے اور زندگی کی حقیتوں سے بھی بہت کچھ سیکھ لیتے ہیں۔۔۔میں سکول کالج کی اہمیت سے انکار نہیں کر رہی مگر دنیا میں ایسی بے شمار مثالیں ہیں، جنھوں نے کہیں تعلیم حاصل نہیں کی مگر انھوں نے وقت اور زندگی سے بہت کچھ سیکھا اور زندگی میں بہت کامیاب ہوئے۔۔۔' ریشم نے سمجھایا

'میں تو قائل ہو گئی ہوں۔۔۔سہیل کو بھی سمجھانے کی کوشش کروں گی' شہنہ نے کلاس کی طرف جاتے جاتے کہا

فائنل ایگزامیز سر پر تھے وہ لائبریری میں بیٹھی نوٹس بنا رہی تھی کہ آفس کلرک نے آ کر اسے اطلاع دی کہ میڈم رابعہ آفس میں بلا رہی ہے۔۔۔وہ کتابیں کاپیاں سمیٹ کر میڈم رابعہ کے کمرے میں آ گئی

'آؤ بیٹھو۔۔۔کیسی تیاری چل رہی ہے' میڈم رابعہ نے پوچھا

'بہت اچھی۔۔۔میں نے ایک بات پلے باندھی ہوئی کہ سے روزانہ کی سٹڈی آپ کو ہر مشکل سے نجات دلاتی ہے۔۔۔ایک تو میں لکچر ریکارڈ

کر لیتی ہوں،ہوسٹل آ کر میں پہلے کتاب سے پڑھتی ہوں پھر لیکچر سنتی ہوں اور پھر نیٹ سے اس جیسا میٹریل مل جائے تو سن لیتی ہوں یا پڑھ لیتی ہوں اس طرح ذہن میں ہر سبجکٹ اپنی جگہ بنالیتا ہے۔۔۔امتحانوں کے نزدیک کوئی پریشانی نہیں ہوتی اور نہ راتوں کو جاگنا پڑتا ہے۔۔۔میں تو امتحانوں کے دنوں میں اچھی نیند لے کر فریش ہو کر ایگزمیز دینے جاتی ہوں' ریشم نے بتایا

'زبردست آئیدہ ہے ہر سٹوڈنٹ کو اس پر عمل کرنا چاہئے' میڈم رابعہ نے کہا

'میں تو سب کو بتاتی ہوں کوئی سن کر عمل کر لیتا ہے اور کوئی سن کر ہنس دیتا ہے مگر سچ یہی ہے کہ مجھے زیادہ محنت نہیں کرنی پڑتی' ریشم نے کہا

'ایگزامیز کے بعد کیا ارادے ہیں' میڈم رابعہ نے پوچھا

'جو ہر لڑکی کا ہوتا ہے۔۔۔شادی، گھر داری' ریشم نے ہنس کر کہا

'پھر کوئی رشتہ وغیرہ آیا ہوا ہے' میڈم رابعہ نے پوچھا

'میری بات تو میری پیدائش پر اس لرکے سے طے کر دی گئی تھی جس نے ابھی دینا میں آنا تھا۔۔۔اس نے دینا میں آنے میں چار سال لگا دیئے' ریشم نے ہنس کر کہا

'وہ تو مذاق کی بات ہے اب تم اس سے تو شادی نہیں کرو گی' میڈم رابعہ نے کہا

'آپ نے کیسے اندازہ لگایا کہ میں اس سے شادی نہیں کروں گی' ریشم نے کہا

'ظاہر ہے کہ ایک ان پڑھ، چار سال چھوٹے لڑکے سے تم کیسے شادی کر سکتی ہو۔۔۔والدین خود ہی ایسا نہیں کریں گے' میڈم نے کہا

'پلیز میم میں اپنے منگیتر کے متعلق باتیں نہیں سن سکتی۔۔۔مجھے وہ پسند بھی ہے' ریشم نے فورا کہا

'جذباتی نہ بنو۔۔۔زندگی جذبات کے ساتھ نہیں گزرتی جو تم کہہ رہی۔۔۔کیا ایسا کرنا ممکن ہے' جیسا تم سوچ رہی ہو' میڈم رابعہ نے پوچھا

'مجھے تو کہیں بھی ناممکن نہیں لگ رہا۔۔۔ایک پی ایچ ڈی مرد ایک ان پڑھ عورت کے ساتھ ساری زندگی گزار دیتا ہے تو ایک پڑھی لکھی لڑکی کیوں نہیں گزار سکتی۔۔۔ایک بڑی عمر کا مرد بیس سال چھوٹی لڑکی سے شادی پر راضی ہو جاتا ہے تو میں چار سال چھوٹے لڑکے کے ساتھ کیوں نہیں رہ سکتی۔۔۔ہمارے ھاں تو ہر بات ہی نرالی ہے کہ پڑھی لکھی لڑکیوں کی عمر گزر جاتی ہے مگر ان کے والدین اس کے برابر یا اس سے زیادہ پڑھا لکھا لڑکا تلاش کرتے ہیں۔۔۔کیوں۔۔۔دونوں میاں بیوی برابر کے پڑھے لکھے ہوں کہاں لکھا ہے۔۔۔ہمیں ایسی سوچوں سے باہر نکلنا چاہئے۔۔۔سچی بات یہی ہے کہ میں آج جس مقام پر کھڑی ہوں صرف اپنے منگیتر کی وجہ سے ہوں انھوں نے میرا ہر قدم پر ساتھ دیا ہے۔۔۔انشاءاللہ ہماری اگلی جنریشن میں ہر کوئی پڑھے گا' ریشم نے ایک لمبا لیکچر دے ڈالا

'ویسے تمہارے لیے بہت اچھا پرپوزل ہے۔۔۔خاندان بھی اچھا ہے اور لڑکا بھی بہت پڑھا لکھا۔۔۔اور لڑکے نے خود تم سے شادی کی خواہش ظاہر کی ہے' میڈم رابعہ نے کہا

'اگر آپ کا اشارہ سہیل کی طرف ہے تو مجھے وہ کبھی پسند نہیں رہا۔۔۔میری منگنی نہ بھی ہوئی ہوتی تو بھی میں اس سے شادی نہ کرتی۔۔۔اب تو

سوال ہی پیدا نہیں ہوتا' ریشم نے کہا

'گو کہ تم خوش ہو اس فیصلے سے۔۔۔ ورنہ تمارے والدین کو میں منا سکتی تھی' میڈم رابعہ نے کہا

'میں دل سے اپنے والدین کے کیے فیصلے سے خوش ہوں۔۔۔ اب چلتی ہوں ایک مشورہ ہے کہ شہنہ اسے پسند کرتی ہے اس کے لیے سہیل کو کن شہنہ سے شادی کے لیے ونس کر لیں۔۔۔ مجھے خوشی ہو گی' ریشم اٹھ کر چلی گئی

میڈم رابعہ سوچ میں پڑ گئی کہ عجیب لڑکی ہے مگر باتیں اس کی درست ہیں کہ پڑھی لکھی لڑکی کے لیے اس کے برابر کا ہی پڑھا لکھا لڑکا ہو۔۔۔ ضرو ری تو نہیں۔۔۔ میں تو آج ہی اپنی ڈاکٹر بہن کے لیے جو بزنس مین کا رشتہ آیا ہوا ہے چاہے وہ بی اے پاس ہی ہے۔۔۔ اس سے شادی کی با ت چلا دیتی ہوں۔۔۔ اس سے پہلے کہ اس کی شادی عمر گزر جائے اور اپنی کئی کولیگز کی طرح وہ بھی چالیس کی ہو جائے۔۔۔ ابھی تو صرف بتیس کی ہوئی ہے۔۔۔ اچھا مشورہ دے گئی ہے۔۔۔ کبھی کبھی سیدھے سادے لوگ اپنی سیدھی سادی باتوں میں بہت پتے کی بات کہہ جاتے ہیں

'تم ابھی تک ایسے ہی بیٹھی ہو تیار نہیں ہوئی۔۔۔ یہ نہ ہو ہم تیاریاں کرتے رہ جائیں اور بیٹا ہمارا گھر پہنچ جائے' سچل قمیض کے بٹن بند کرتا ہوا کمر ے میں داخل ہوا تو وہ اپنی ہی دینا میں کھوئی ہوئی تھی

'وقت ایسے بھی گزر جاتا ہے، جیسے رات کو ہم خواب دیکھتے ہیں خوابوں کی دینا میں ہم کبھی بچے ہوتے اور کبھی اپنے بچوں کے بچے دیکھ رہے ہو تے۔۔۔ وقت کیوں اتنی جلدی گزر جاتا ہے' ریشم نے کھوئے کھوئے کہا

'مجھے تو اپنا پتہ ہے کہ تمہارے ساتھ وقت میرا وہی ٹھہر گیا تھا جب تم اس حویلی میں دلھن بن کر آئی تھی اور میری دینا بدل گئی تھی اور تم نے مجھ سے منہ دیکھائی میں سکول بنانے کا وعدہ لیا تھا اور گاؤں والوں کی دینا تمہارے سکول نے بدل دی تھی اب ہر گھر سے ہر بچہ سکول جاتا ہے، جو سکول کی فیس افورڈ نہیں کر سکتا اسکی اقراء فنڈ سے مدد کی جاتی ہے۔۔۔ اور اقراء فند میں تم اپنی زمینوں کی تمام آمدنی ڈال دیتی ہو اب خاندان کا ہر لڑکا اور لڑکی پڑھ رہے ہیں۔۔۔ کیا کچھ نہیں بدلا تمہاری وجہ سے۔۔۔ تم مجھے ایک بات بالکل سچ سچ بتانا کہ تمہیں میرے ساتھ زندگی گزارتے ہوئے کبھی لمحے بھر کے لیے بھی احساس ہوا ہے کہ تم نے ان پڑھ سے شادی کی تھی اور مشکل زندگی گزاری ہے' سچل نے اچانک اس سے پوچھا

'مجھے آپ کا تو پتہ نہیں، اپنا پتہ ہے کہ میں اپنی بیٹی کے لیے ہر نماز کے بعد یہی دعا مانگتی ہوں کہ اسے آپ جیسا کھلے دل و دماغ والا شوہر ملے، جو اس کی قدر کرے' ریشم نے کہا

'میں نے اپنے والد سے عورت کی عزت کرنا سیکھا ہے، وہ میری والدہ کی کوئی خواہش رد نہیں کرتے تھے۔ پھر بہنوں سے بہت محبت کرتے تھے' سچل نے کہا

'ھاں۔۔۔ میں نے ہمیشہ سے ہی چاچا جی کو چاچی سے نرمی سے بات کرتے دیکھا، جس وجہ سے میری دونوں بھابیاں میرے والدین کو بہت عزت دیتی ہیں' ریشم نے کہا

’میں نے بچپن سے یہی سیکھا ہے کہ بچہ ہر سبجکٹ کا پہلا سبق گھر سے سیکھتا ہے، خاص کر پیار اور عزت کی ابتدا بچپن سے ہی ہو جاتی ہے جو ماحول بچے کو شروع میں دے دیا جاتا ہے اس کا اثر ساری زندگی رہتا ہے‘ سچل نے کہا

’مشرق اور مغرب کے رائیٹرز اور فلاسفر اس بات پر متفق ہیں کہ بچے کی شخصیت سات سے گیارہ سال تک مکمل ہو جاتی ہے، باقی زندگی تو اس کو نکھارنے میں لگا دیتا ہے اس لیے والدین نے بچے کو جو بنانا ہوتا ہے اس جیسا ماحول اسے دے دو۔۔۔ بچہ دیکھنے سے جو سیکھتا ہے وہ کتابوں سے نہیں سیکھتا۔۔۔ کتابوں سے میچور ہونے کے بعد متاثر ہوتا ہے پہلے انسانوں سے متاثر ہوتا ہے۔۔۔ میں تو اسے ایسے لیتی ہوں کہ بچہ پہلی محبت اپنی ماں سے کرتا ہے اور دوسری محبت اپنی ٹیچر سے کرتا ہے‘ ریشم نے ہنستے ہوئے کہا

’اور تم نے پہلی محبت کس سے کی تھی‘ سچل نے پوچھا

’عجیب بات ہے میں آج تک اپنے آپ سے حیران ہوتی ہوں کہ مجھے بچپن سے ہی لکھی ہوئی چیز سے محبت تھی مجھے ہر قسم کی تحریر اپنی طرف کھینچتی تھی۔۔۔ میں لکھے ہوئے کاغذ کو اٹھائے بنا نہیں رہ سکتی تھی۔۔۔ اور گھر آ کر اس جیسا لکھنے کی کوشش کیا کرتی تھی۔۔۔ میں کتنی عجیب تھی‘ ریشم نے کہا

’عجیب تو تم اب بھی۔۔۔ حویلی کا سب سے بڑا کمرا تم نے کتابوں سے بڑھا ہوا ہے مگر آج بھی شہر جانے والے سے تم صرف کتابوں کی فرمائش کرتی‘ سچل نے کہا

’اب شہر جانا کیا مشکل ہے۔۔۔ پکی سڑک بننے سے فاصلہ صرف دو گھنٹے کا ہو گیا ہے۔۔۔ میرے زمانے میں کچی سڑک اور فاصلہ چھ گھنٹے کا‘ ریشم نے یاد کرتے ہوئے کہا

’اور تم میرے حوصلے کی داد بھی دو کہ ہر ہفتے تم سے ملنے۔۔۔ بلکہ صرف تمہیں دیکھنے کے لیے۔۔۔ بارش گرمی سردی کسی رکاوٹ کی مجھے پروا نہیں ہوتی تھی۔۔۔ یم سے ملنے چلا آتا‘ سچل نے کہا

’ھاں۔۔۔ میں کیسے بھول سکتی ہوں کہ بارش کے دنوں میں دلدل میں جیپ چلانا کوئی آسان نہیں ہوتا تھا مگر آپ پہنچ جایا کرتے تھے۔۔ آپ کی یہی لگن مجھے کہیں چین نہیں لینے دیتی تھی۔۔۔ ہر ویک اینڈ پر صبح سویرے ہی تیار ہو کر لان میں بٹھ جاتی تھی‘ ریشم نے کہا

’میں بھی تو چانن ہونے سے پہلے ہی گاؤں سے چل پڑتا تھا کہ تمہیں زیادہ انتظار نہ کرنا پڑے، مگر راستہ ختم ہونے کا نام ہی نہیں لیتا تھا‘‘ سچل نے کھوئے کھوئے کہا

’مگر اس دن راستہ کتنی جلدی ختم ہو جایا کرتا تھا جب تم مجھے گاؤں سے شہر چھوڑنے جاتے تھے‘ ریشم نے بھی یاد کرتے ہوئے کہا

’ وقت کتنی جلد گزر گیا ہے۔۔۔ اولاد جوان ہو گئی ہیمگر انکھوں میں وہی منظر بسا رہ گیا ہے‘ سچل نے کہا

’جو وقت محبت میں گزرتا ہے وہ دبے پاؤں گزرتا ہے اس لیے گزرنے کا احساس نہیں ہوتا‘ ریشم نے کہا

’تم نے کبھی مجھے پڑھنے کے لیے مجبور نہیں کیا‘‘ سچل نے پوچھا

’یہ کیا سوال ہوا۔۔۔میں نے کبھی آپ کو ان پڑھ سمجھا ہی نہیں آپ کی سوچیں اور آپ کا عمل دونوں کسی بھی پڑھے لکھے مرد سے کم نہیں ہے۔۔۔آپ میں ایک خاص قسم کی دینا کو سمجھنے کے لیے صلاحیت ہے۔۔۔وہ سکول کالج میں جانے سے نہیں آتی۔۔۔سوچ کی گہرائی سے پیدا ہوتی ہے میں اسے انسان کی تیسری انکھ کہتی ہوں۔۔۔آپ کی تیسری انکھ بہت تیز ہے‘ ریشم نے بتایا

’میں تمہاری ذھانت کا پہلے دن سے ہی قائل ہوں مگر میں پڑھائی کی اہمیت سے تمہاری وجہ سے واقف ہوا ہوں۔۔۔میں تو کہتا ہوں کہ مرد کی پڑھائی سے زیادہ ضروری ہے عورت کی پڑھائی۔۔۔کیونکہ اس نے اگلی نسل تیار کرنی ہوتی ہے‘ سچل نے کہا

’جبکہ ہمارے ھاں تو لڑکی پڑھائی کو سب سے کم درجے پر رکھا جاتا ہے، اہمیت ہی نہیں دی جاتی اور پھر بچے بگڑ جاتے ہیں تو سارا الزام ماں کو دے کر مرد بری الزمہ ہو جاتا ہے۔۔۔عورت کو کسی بھی حال میں بخشا نہیں جاتا‘ ریشم نے کہا

’چلو تمہیں تو ایسا گلہ نہیں ہے۔۔۔ہماری اولاد نے اپنی مرضی سے تعلیم حاصل کی۔۔۔بیٹی ڈاکٹر بنے والی ہے اس کی خواہش کے مطابق اس کے کلاس فیلو سے بات پکی کر دی گئی ہے اور اب بیٹا گھر آ رہا ہے، جہاں وہ چاہے گا اس کی شادی کر دی جائے گی‘ سچل نے جوش سے کہا

’میں تو دینا کی خوش قسمت ترین عورت ہوں جو چاہا۔۔۔جیسے چاہا مجھے ملا ہے‘ ریشم نے اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے کہا

’میں ڈرائیور سے کہتا ہوں کہ وہ گاڑی نکالے۔۔۔تم باہر آ جاؤ‘ سچل نے باہر جاتے ہوئے کہا